اسلامی ریاست میں قومی قیادت کے رہنما اصول
(تعلیمات نبوی کی روشنی میں)

کلثوم بی بی*
ڈاکٹر ابو بکر بٹھہ**

ABSTRACT

To serve humanity and nation leadership is a noble and glorious position. Sensible, talented, honest and true leadership not only works honestly with dedication and commitment in solving internal and external challenges, but also plays a key role in the development of peace and prosperity in society. Due to the lack of spirit and training of the people, especially of the younger generation, these incompetent leaders succeed in befooling many people and it transferred from generation to generation, in order to change this scenario, education and training of the young generation is urgently needed. True spirit of leadership can be promoted by creating sincerity, awareness in students in the light of Islamic teachings.This article focuses on the Islamic attributes of leadership through which a person can have opportunities to transform social system by bringing reforms and development in social system to perform the duties by guiding and governing people with the noble aim to serve humanity according to modern requirements in the light of the teachings of holy Prophet.

KEYWORDS: لیڈرشپ، سماجی نظام، حقیقی روح، اصول، انسانیت

* پی ایچ-ڈی ریسرچ اسکالر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، نمل اسلام آباد

قیادت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور ایک بھاری ذمہ داری ہے۔اگر کوئی حکمران اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیمات کے راہنما اصولوں سے ہٹ کر اپنے اختیار کا استعمال ذاتی فائدے اورا قرباء پروری کے لیے کرتا ہے تو بد دیانی، اور نافرمانی کا باعث ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی اسلامی ریاست میں قیادت کے خدوخال اس خوبی کے ساتھ پیش کیے کہ انہیں سامنے رکھ کر ملکی اور قومی ذمہ سے فیض حاصل کر سکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی افضل واعلی اور پاکیزہ سیرت تمام انسانیت کے لیے منبع ہدایت، مینارہ نور اور رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔

1- قیادت کا مفہوم

ابن منظور لفظ قیادت کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہیں:

"مصدر من الفعل قاد يقود قودا وقيادة،واسم الفاعل منها قائد ويجمع على قادة" [1]

"لفظ قیادت فعل قاد یقود قودا و قیادۃ کا مصدر ہے۔ قائد اسم فاعل اور اس کی جمع قادۃ ہے۔"

القود السوق کی ضد ہے القود سامنے سے ہوتا تھا جبکہ السوق پیچھے سے اسی مفہوم میں کہا جاتا کہ:" قَادَ الرَّجُلُ الْفَرَسَ قَوْدًا " [2] (آدمی نے گھوڑے کو چلایا)۔

اس سے معلوم ہوا کہ لفظ قیادت کا لغوی معنی: ،رہبری کرنا، راہنمائی کرنا،لشکر کی کمانڈ کرنا وغیرہ جبکہ قائد: قیادت کرنے والا،افسر اعلی۔ نیز رہنمائی، رہبری کرنے کا عمل، سربراہی۔[3]

حلمی اللوزی نے قائد کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"القائد: هو الشخص الذي يستخدم نفوذه وقوته ليؤثر على سلوك وتوجهات الأفراد من حوله لإنجاز أهداف محددة"[4].

"قائد وہ شخص ہے جو اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی قوت اور اثر ورسوخ کو استعمال کر کے اپنے ارد گرد کے افراد کے سلوک اور چال چلن پر اثر انداز ہوتا ہے"۔

1۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت ص:11/ 341

2۔الفیومی، احمد بن محمد بن علی ،المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر ،المکتبۃ العلمیہ، بیروت، ص:2/518

3۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، اردو لغت بورڈ، کراچی، جنوری1996ء، ص:14/ 123

4 ۔حلمی اللوزی ، فن القيادة ، مجلة الأقصى ، العدد ،764 ، 1986، ص52

2-صالح قیادت کی ضرورت واہمیت

اسلامی ریاست میں صالح قیادت کا ہونا ناگزیر امر ہے۔ قیادت کی یہ ضرورت اتنی اہم اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لیے ایک راہبر اور قائد کو لازمی قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ [1] "تم صرف ڈرانے والا ہو اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی اور رہبر ہے"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت داؤد علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا تو ساتھ ہی حکم دیا:

﴿فَاحكُم بَينَ النّاسِ بِالحَقِّ وَلا تَتَّبِعِ الهَوىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبيلِ اللَّهِ﴾ [2]

"اے داؤد آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کریں کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔"

گویا انسان زمین پر خلیفہ ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ قانون الٰہی کو انسانوں پر نافذ کرے اور نیک و صالح بندے ہی اس ذمہ داری کو باحسن طریقے سے ادا کر سکتے ہیں۔ دنیا میں غلبہ، اقتدار اور قیادت کی ذمہ داری بھی صرف اہلِ ایمان ہی کا حق ہے۔

قرآن کریم میں کسی بھی ریاست کے لیے قیادت (اولوالامر) کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ [3]

"اور جب امن یا خطرے کا کوئی معاملہ ان کو پیش آتا ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اس کو رسول اور اپنے اولی الامر کے سامنے پیش کرتے تو جو لوگ ان میں استنباط کی صلاحیت رکھنے والے ہیں، وہ اس کو اچھی طرح سمجھ لیتے۔"

اس آیت کریمہ سے اسلام میں سیاسی نظام کی اہمیت و عظمت واضح ہوتی ہے کہ عوام کو اجتماعی معاملات میں

1۔ الرعد:7

2۔ ص:26

3۔ النساء:83

اپنے اولوا الامر ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کم از کم انسانی اجتماع میں بھی قائد مقرر کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

إذا خرج ثلاثة في سفر فليأمروا أحدهم [1]

"جب تین اشخاص سفر کو نکلیں انھیں چاہیے کہ اپنے ایک کو امیر بنالیں۔"

آپ نے اس مختصر عبارت میں قیادت اور رہبری کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے ایک سنہری اصول یہ دیا ہے کہ کوئی بھی معاشرتی اور اجتماعی معاشرہ قیادت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا ہے۔

3- سیرت طیبہ میں قیادت کے راہنما اصول

قرآن مجید اور سیرت طیبہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے ذمہ داران کی حیثیت حکمران کی ہو یا گورنر کی ہو یا مجلس شوریٰ کے ممبر کی، انھیں اپنی دور اندیش قیادت میں چند ایک راہنما اصول واوصاف کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ ان کے بغیر وہ امت اور اقوام عالم کی قیادت کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ نیک اور صالح قیادت کے انتخاب کے وقت ان اصول واوصاف حمیدہ کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

(1) نظام شورائیت کا قیام

اسلامی ریاست میں نظام شورائیت کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ چونکہ شورائی نظام قانون سازی اور تدبیر مملکت کے نقطہ نظر سے مشورہ لینا ضروری تھا اس لیے سے حکمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ آپ ﷺ خود اپنے طرز عمل سے اس کی بنیاد رکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴾ [2]

"توان سے در گزر کرو، ان کے لیے مغفرت چاہو اور ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہو۔"

رسول اللہ ﷺ کو اگرچہ براہ راست وحی الٰہی کی رہنمائی حاصل تھی اور آپ کسی معاملے میں دوسروں سے مشورہ لینے کے محتاج نہیں تھے اس کے باوصف آیت میں آپ ﷺ کو صحابہ کرام سے مشورہ لیتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد نماز کے لیے بلانے کے طریقے کے بارے میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ نیز مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے جگہ کا انتخاب صلاح ومشورہ کے بعد ہی

1۔ ابو داؤد، السجستانی ، سلیمان بن الأشعث ، سنن ابو داؤد،رقم الحدیث: 2707

2۔ آل عمران: 159

ہوا تھا۔ مؤاخاۃ کا نظام بھی طرفین کی مرضی اور باہمی مشاورت سے قائم کیا گیا تھا نیز واقعہ افک کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ ریاست مدینہ کی مجلس شوری کی تعداد کم و بیش پچاس پر مشتمل تھی۔

اسلامی نظام ریاست کے اس بنیادی اصول کے بارے میں قرآن کریم میں مسلمانوں کے طرز عمل کے بارے میں بتایا گیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ [1] "اور ان کا نظام باہمی مشورے پر مبنی ہے" اس اصول کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دور رسالت میں ہی شورائی نظام قانون سازی کی تاسیس عمل میں آئی۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:" مارأيت احدا قط كان اكثر مشورة لاصحابه من رسول الله " [2]"میں نے نبی ﷺ سے زیادہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیتے رہنے والا کبھی کسی شخص کو نہیں پایا"۔ اسلامی ریاست کا یہ بنیادی اصول نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور خلفائے راشدین عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں پوری طرح کار فرما نظر آتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بھی آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی تعلیمات تھیں۔

(2) حقیقی مقتدرِ اعلیٰ کی نیابت

قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق اسلامی ریاست میں حقیقی مرجع اطاعت در حقیقت صرف اللہ تعالی اور حضرت محمد ﷺ ہی کو حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جب حکمران کے لیے حق اطاعت بیان کیا، تو وہیں یہ بات بھی واضح فرما دی کہ ہر حال میں اطاعت صرف اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [3]

"اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور ان لوگوں کی، جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں۔"

اس آیت کریمہ سے امور سامنے آتے ہیں: یہ کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور صاحب امر (حکمران)

1۔ الشوریٰ : 38

2۔ البخاری: محمد بن اسماعیل ، ابو عبد اللہ، صحیح بخاری ، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول الله تعالى : وأمرهم شورى بينهم ، 351:1 رقم الحدیث:7094 ،دار ابن کثیر - دمشق بیروت

3۔ النساء:59

تینوں کی اطاعت ضروری ہے۔ یہ کہ حکمران کے ساتھ تنازع اور اختلاف کی صورت پیش آسکتی ہے، مگر اس میں بھی فیصلہ کن حیثیت اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی کو حاصل ہے۔

اس بنیادی اصول کا نفاذ وہ امتیازی خصوصیت ہے جو کسی بھی عام ریاست کو اسلامی ریاست بنا دیتی ہے۔ مسلمانوں میں کسی کو ذمہ داری دینے کا مقصد صرف حکومت اور شریعتِ الٰہیہ کا قیام ہونا چاہئے۔

(3) نظام نماز وزکوٰۃ کا قیام

قرآن مجید نے اسلامی ریاست پر نظام نماز و زکوٰۃ کا قیام ضروری قرار دیا ہے۔

﴿الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ﴾ [1]

"یہ اہل ایمان وہ لوگ ہیں کہ) اگر ہم ان کو اس سرزمین میں اقتدار بخشیں گے، تو نماز کا اہتمام کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔"

یہ آیت کریمہ اسلامی ریاست کے خصوصی اہداف بیان کرتی ہے۔ جس کی رو سے یہ ضروری ہے کہ اسلامی ریاست میں نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام اجتماعی بنیادوں پر کیا جائے۔

(4) عدل وانصاف کی حکمرانی

قیادت کے راہنما اصولوں میں سے ایک اہم اصول عدل وانصاف کا قیام ہے۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قیادت اور حکمرانی، قانون عدل وانصاف کی حکمرانی کا مظہر ہے۔ عرب کے ایک معزز خاندان کی ایک خاتون نے چوری کی اور اس کے قبیلہ نے سفارش کروائی تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد ﷺ سرقت لقطعت يدها" [2]

"پہلی قومیں اس لئے تباہ ہو گئیں کہ جب کوئی صاحب حیثیت شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی

1۔ الحج 22: 41

2۔ القشيرى ،ابو الحسين مسلم بن الحجاج ، صحيح مسلم، دار الجيل بيروت ،كتاب الحدود ، باب قطع السارق الشريف وغيره والنهي عن الشفاعة فى الحدود، رقم الحديث:7094 دار إحياء التراث العربي - بيروت

چوری کرتے پکڑی جائے تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا)۔"

اس واقعہ سے ایک اہم نکتہ سمجھ میں آتا ہے کہ جہاں اصولوں کی پاسداری کی بات آتی ہے وہاں تعلقات اور قرابت داری کو ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے اور حدود کے نفاذ میں کوئی پس و پیش نہیں کی جاتی۔

(5) نظام احتساب کا قیام

اسلامی ریاست میں نظام احتساب کا قیام ناگزیر ہے۔ عہد رسالت میں نظام احتساب کا مستقل کوئی محکمہ نہیں تھا۔ البتہ آپ ﷺ عمال اور عہدیداران کا محاسبہ کرتے اور عوام کے افعال اور اخلاق و عادات نیز ان کے معاملات زندگی پر کڑی نگرانی رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے بنو سلمہ سے صدقات لینے کے لیے ایک شخص کو بھیجا اس نے واپسی پر آدھا سامان مال آپ کو پیش کیا اور کچھ مال اپنے پاس رکھ لیا اور کہا یہ میرا مال ہے جو مجھے تحفہ دیا گیا ہے آپ ﷺ نے ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا:

"أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ" [1]

"وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا کہ اس کے پاس تحفہ آتا۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تخمیناً غلہ خریدتے تھے ان کو اس بات پر سزا دی جاتی تھی کہ وہ اپنے گھروں میں منتقل کرنے سے پہلے اس کو خود اسی جگہ بیچ ڈالتے جہاں اس کو خریدا تھا۔[2] سربراہ ریاست کو احتسابی عمل کے اصول کو اپنی قیادت کے دوران مد نظر رکھنا چاہیئے اور انھیں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

(6) عہدہ امانت ہے

عہدہ اور حکومت ایک امانت ہے اور یہ امانت اسی شخص کے سپرد کی جائے کہ جو حکومت طلب نہ کرے اور نہ ہی اس کے دل میں حکومت حاصل کرنے کی لالچ و حرص موجود ہو۔

ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی عہدہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْىٌ وَنَدَامَةٌ إِلاَّ مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِى عَلَيْهِ فِيهَا " [3]

1۔ صحيح البخارى ، كتاب الحيل ، باب احتيال العامل ليهدى له ، حديث رقم 6578

2۔ صحيح مسلم ، كتاب البيوع ، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض ، حديث رقم :1525

3۔ صحيح مسلم ، كتاب الإمارة باب كراهة الإِمَارَةِ بغير ضرورة ، حديث:4823

"اے ابوذر تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔"

اقتدار اور حکومت عوام کی امانت ہے جس کی پاسداری حاکم وقت کا فرضِ اولین ہونا چاہیے، اولی الامر پر لازم ہے کہ وہ کوئی عہدہ دیتے وقت سب سے زیادہ متقی اور باصلاحیت شخص کا انتخاب کریں۔ اسی طرح لوگوں کو چاہیے کہ وہ ایسے حکمران کو منتخب کریں جو اس منصب کے اہل ہوں۔

(7) اہلیت

اہلیت اصول قیادت کے ایک لازمی اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ ہر قسم کی قیادت میں قائد کو اس کی صلاحیت رکھنا اور اس فن میں ماہر ہونا ضروری ہے۔ نیز ہر معاملے میں تدبر اور غور و فکر کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ کسی منصب پر تعیناتی اہلیت کی بنا پر ہی ہونی چاہیے اور جو کوئی نااہل شخص کو یہ ذمہ داری تفویض کرتا ہے اس کی آپ ﷺ نے ان الفاظ میں مذمت بیان فرمائی ہے:

"من استعمل رجلاً من عصاب وهو يجد فى تلك العصابة ارضٰى منه فقد خان الله وخان رسول وخان المؤمنين "[1]

"جس نے ایک جماعت پر ایسے شخص کو ذمہ داری سونپی حالانکہ اس جماعت میں اس سے زیادہ موزوں اور بہتر شخص موجود تھا تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کا ارتکاب کیا۔"

(8) عہدہ کا طلب گار

اسلامی ریاست میں عہدہ طلب کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی بھی عہدہ کے لیے وہ شخص نااہل قرار پائے گا جو اس عہدہ کا طلب گار ہو گا۔ کیونکہ عہدہ طلب کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت نہیں ہوتی ہے۔

عہد رسالت میں ایک شخص نے آپ ﷺ کوئی عہدہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

1۔ الحاكم النيسابورى ،ابو عبدالله ،المستدرک علیٰ الصحيحين،دار الكتب العلمية ،بيروت 1411ھ، الطبعة الاولى، 104:1

((إِنَّا وَاللَّهِ لاَ نُوَلِّي عَلَى هَذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلاَ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ)) [1]

"اللہ کی قسم، ہم کسی ایسے شخص کو اس نظام میں کوئی عہدہ نہ دیں گے، جو اسے مانگے اور اس کا حریص ہو۔"

مغربی جمہوریت میں یہ بات ضروری ہے کہ امیدوار اپنے آپ کو حکومت کے عہدے کے لیے پیش کرے اس کے لیے مہم چلائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے ہم نوا بنانے کی کوشش کرے۔ گویا اسلامی ریاست میں عہدوں کے حریص ان مناصب کے لیے نااہل قرار پاتے ہیں۔ اس لیے کسی شخص کو اپنے آپ کو کسی بھی عہدہ کے لیے پیش نہ کریں۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ اپنی قیادت میں اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے ماتحتوں میں اس کا پابند بنائیں۔

(9) امن وامان کا قیام

امن وامان کا قیام ایک سربراہ ریاست کے لیے بہت ضروری ہے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہیں داخلی امن کی طرف توجہ فرمائی اور فساد پھیلانے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی امن وامان برقرار رکھنے کے لیے آپ ﷺ نے کشف وخون سے ہر ممکن گریز کیا ہے۔

نو برس کا طویل عرصہ آپ نے متواتر کوشش کر کے یہود کی سازشوں کا طلسم کو پاش پاش کیا، قبائل کی صدیوں کی خانہ جنگیوں کو ختم کیا ڈاکوؤں اور راہزنوں کو راہ راست پر ڈالا۔ بیرونی خطرات کا سدباب کیا تب جا کر مسلمان اپنے وطن میں امن وسکون سے رہنے لگے۔ یوں نہ صرف ہر بستی اور محلے میں امن وسلامتی کا دور دورہ ہو گیا بلکہ اسلامی ریاست بیرونی خطرات سے محفوظ ہو گئی۔

(10) خدمت خلق کا جذبہ

اسلامی ریاست میں قومی قیادت کے خواص میں سے ایک اہم چیز خدمت خلق ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ دراصل خدمت خلق سے عبارت ہے۔ خدمت خلق کا جذبہ آپ ﷺ کی مثالی قیادت میں شامل تھی۔ آپ ﷺ ہر وقت مخلوق خدا کی خدمت کیلئے کمربستہ رہتے تھے مسلم ہو یا غیر مسلم آقا ہو یا غلام اپنا ہو یا بیگانہ ہر

1۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب النهی عن طلب الإمارة والحرص علیها ، حدیث رقم: 4821

کسی کے کام آتے۔ آپ ﷺ نے اپنی حکمرانی میں حسن سلوک اور خدمت خلق کا وہ عظیم مظاہرہ کیا جس کی بدولت غیر اور دشمن بھی آپ ﷺ کے حلقہ احباب میں شامل ہونے سے نہ رہ سکا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔(سیدالقوم خادمہم) [1]"سردار و قائد اپنی قوم کا خادم ہوتا ہے"۔

مخلوق کی خدمت کرنا انسانی اخلاق کا نہایت اعلی جوہر ہے۔خدمت خلق محبت الٰہی کا تقاضا، ایمان کی روح اور دنیا وآخرت کی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے۔لہذا حکمران کا نصب العین قوم کی خدمت کرنا مقصود ہونا چاہیئے۔

(11) شہریوں کے حقوق

شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔سربراہ ریاست کو چاہیے کہ وہ عوام کے حقوق کا خیال رکھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

" كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤول عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإمام رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ " [2]

" کہ تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ امام نگراں ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ "

سربراہ ریاست کو اپنے شہریوں کے جان و مال ،عزت و آبرو اور بہترین معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے روزگار ،صحت و تعلیم،امن و امان کا قیام،ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے ، سرحدوں کی حفاظت کو بنیادی ترجیح میں شامل کرنا چاہیے۔

اسلامی ریاست میں شہریوں کو آزادی رائے، آزادی فکر، آزادی اظہار اور آزادی عمل وغیرہ کا مکمل حقوق حاصل ہونے چاہیے۔ہر انسان اپنی ذات کے اندر حکمران ہے اور اس کی کچھ نہ کچھ رعایا ہے جو اس کا حکم مانتی ہے، اور اس رعایا کے حقوق اور ان کے استعمال کے بارے میں قیامت میں حکمران جواب دہ ہو گا۔

(12) اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی

سیرت طیبہ میں اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی کا تصور بالکل واضح ہے۔ مسلمانوں کو تعلیم دی گئی

1۔ السیوطی ، ابو الفضل جلال الدین ، الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر ، دارالکتب العلمیه ،بیروت لبنان،911ھ،59/2

2۔ صحیح بخاری:کتاب الجمعة،حدیث: 893

ہے۔ کہ وہ باطل معبودوں کو بھی گالیاں نہ دیں۔ عہد رسالت میں عیسائیوں کا ایک وفد نجران سے مدینہ منورہ آپ ﷺ سے مناظرہ کرنے کی نیت سے آیا جن میں دشمنی کا عنصر غالب تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور عبادت کے لئے ان کے لیے مسجد نبوی کو کھول دیا اور انہوں نے مسجد نبوی میں اپنے طریقے سے عبادت کی۔[1]

اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو چاہے معاہد[2] ہیں یا غیر معاہد جو اسلامی ریاست کی اطاعت قبول کر چکے ہیں انھیں ہر قسم کے بنیادی حقوق معاہدے کے مطابق حاصل رہیں گے۔ اسلامی ریاست کے سربراہان ان کے حقوق ادا کرنے کے پابند ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً﴾[3]

"اور عہد کو پورا کرو، اس لیے کہ عہد کے بارے میں بیشک قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔"

چنانچہ ان کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ بچے، عورتیں، ذہنی اور جسمانی لحاظ سے معذور، دنیا سے بے تعلق راہب اور درویش اور بوڑھے اور بیمار کے علاوہ ان پر مناسب جزیہ عائد ہو گا۔ وہ اپنے مذہبی شعائر ادا کرنے میں آزاد ہوں گے، ان کی عبادت گاہیں قائم رہیں گی۔ ان کے مذہب میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔

حاصل کلام

رسول اللہ ﷺ کا یہ قائدانہ کردار ہمارے قائدین کے لیے مشعل راہ ہیں۔ قائد صرف احکام صادر کرنے والا ہی نہ ہو بلکہ دور اندیش اور حسن سلوک میں اعلیٰ ترین عادات کا خوگر بھی ہو۔ عصر حاضر میں امت مسلمہ کے ہاں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص قیادت کا بحران ہے اگر یہ کہا جائے مملکت خداداد کا سب سے بڑا مسئلہ قیادت کے فقدان کا ہے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوا۔ داخلی اور خارجی بحرانوں کے ساتھ ساتھ ہم قیادت کے بحرانوں سے بھی دوچار ہیں۔ ملک میں کوئی ایسا لیڈر نہیں ہے جو عہد نو کے نت نئے مسائل کا ادراک رکھتا ہو جو ان مسائل سے نبرد

1-السنن الکبریٰ ،ص:8/3

2۔ مفتوح علاقوں کے غیر مسلم کو ذمی کہتے ہیں۔

3۔بنی اسرائیل: 34

آزما ہونے کے لیے پوی قوم کو ایک ساتھ لے کر آگے بڑھ سکتا ہو۔ پاکستان دہشت گردی، بیروزگاری، عدم استحکام کا شکار اور تفرقہ بازی اور سب سے بڑا عالمی طاقتوں کے مفادات کی جنگ کا میدان بنا ہوا ہے ملک میں تعلیم، صحت وغیرہ ناگفتہ بہ حالت ہے غربت، مہنگائی اور بے روزگارری کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔

عوام کا فرض ہے کہ وہ اپنی قیادت کا انتخاب سوچ سمجھ کر کریں۔ فرض شناس، دیانت دار، خدا ترس، محب وطن، محنتی، جو خود احتسابی کا حوصلہ رکھتی ہو، اچھی شہرت کی حامل ہو اور قوم کے مسائل کو مخلصانہ طور پر حل کر سکے۔ قیادت کو سامنے لائیں جو اسوہ نبی ﷺ پر عمل پیرا ہو کر قوم کی خدمت کر سکے۔

تجاویز و سفارشات

- نبی ﷺ کی سیاسی زندگی کے رہنما اصولوں کو سمجھتے ہوئے حکمران و قائدین نفاذ قانون الٰہی کو ممکن بنائیں۔
- اسلامی ریاست میں خلیفہ مملکت کو یہ بات بخوبی پتہ ہونی چاہیے کہ اصل اقتدار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور باقی سب عہدہ داران محض رعیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- مملکت کی بحالی اور خوشحالی کے لیے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی ریاست میں قومی قیادت کے اصول وضع کرنے چاہیے جن کی اشد ضرورت ہے۔
- ریاستی عہدہ داران کے لیے اہل افراد کا تقرر کیا جائے جو غیر جانبدار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اچھی شہرت کے حامل ہوں۔ یہ نئی قیادت عوام میں سے منتخب کی جائے۔ نیز قیادت غیر موروثی ہو اور میرٹ کو یقینی بنایا جائے۔
- لیڈر شپ منظم اور تربیت یافتہ ہونی چاہیے مزید ان کی سیاسی، اخلاقی تعلیم و تربیت کا بندوبست ہو تا کہ ان کی اسلامی، سیاسی ضابطہ اخلاق کے مطابق ہو سکے۔
- لیڈر شپ کے لیے جواب دہی اور احتساب کا نظام موجود ہو جس میں عوام کے علاوہ میڈیا اور عدلیہ بھرپور کردار ادا کریں۔
- مخلص، باکردار اور باعمل خالص اسلامی قیادت قوم کے سامنے لائی جائے۔ جن پر انسانی حقوق کا تحفظ لازم ہے۔
- کرپشن میں ملوث قائدین آئندہ انتخاب میں نااہل قرار دیے جائیں اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔
- اسلامی ریاست میں سب سے پہلے قرآن وسنت کی تعلیمات کو نافذ کیا جائے۔
- عصر حاضر کے معروضی حالات کے پیش نظر سیرت طیبہ کی روشنی میں عسکری ودفاعی لحاظ سے وطن عزیز

کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے۔